مسائل و افکار

مذاہبِ اربعہ کے اختیار میں
شاہ ولی اللہؒ کی رائے

(از : محمد عبداللہ صالح، لیکچرر گورنمنٹ کالج بھکر)

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اس دنیا میں بھیجا تو اس کی رہنمائی کے لئے انبیاء و رسل کا سلسلہ بھی جاری فرمایا جو ہر زمانے میں انسان کی راہنمائی اور ہدایت کے لئے کوشش کرتے رہے، جیسا کہ فرمایا گیا : "وَلِکُلِّ اُمَّۃٍ رَّسُوْلٌ" اسی طرح ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتب بھی عنایت فرمائیں کہ لوگ اس کے مطابق عمل کریں۔ دین اور مذہب کا جذبہ چونکہ انسان کی جبلت میں ہے اور اس نے "اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ" کے جواب میں اقرار بھی کیا اس لئے دین و مذہب کا وجود لازمی و ضروری ہے۔

زمانہ جب ماہ و سال کا سفر طے کرتا رہا اور اپنے انجام کے قریب پہنچ گیا تو اللہ نے اپنا آخری رسول ﷺ مبعوث فرمایا اور اس کے دین کو قیامت تک کے لئے اپنا دین مقرر فرمایا اور اس سلسلہ کو مکمل کر دیا۔ ارشادِ الٰہی ہے :

﴿اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا﴾ (المائدہ : ۳)

یعنی اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کو پسند فرمایا۔ اس لحاظ سے اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے اور یہ زندگی کے ہر پہلو کو حاوی ہے، چاہے وہ سیاسی ہو، معاشی ہو، معاشرتی ہو یا قانونی، بلکہ زندگی کے ہر لمحے کے لئے اس میں راہنمائی اور ہدایت موجود ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ مبارکہ میں قرآن مجید کے منشاء کو آپ خود واضح فرماتے اور آپ ﷺ کا اپنا عمل اور قول بھی گویا قرآن ہی تھا۔ آپؐ کے وصال کے بعد جب نئے حالات پیش آئے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے قرآن و سنت سے استدلال کر کے ان

مسائل کو حل کیا اور جہاں ان مآخذ سے واضح جواب نہ ملا خود اجتہاد کیا۔

اس کے بعد کے زمانے کے لئے بھی یہی سنت رہی اور جوں جوں نئے حالات پیش آتے گئے ان کا حل علماء کرام نے قرآن و سنت کے مطابق پیش کیا کیونکہ دین میں اس قدر وسعت شروع سے ہی موجود ہے۔ اب ائمہ اور فقہاء کے درمیان مختلف آراء کی بنا پر اختلاف ہونا بھی یقینی امر تھا مگر وہ خود بھی اور عوام بھی مستند آراء کو درست خیال کرتے اگرچہ وہ ان کے اپنے اجتہاد کے خلاف ہی ہو۔ مگر جب انحطاط کا دور آیا تو اجتہادی بصیرت اٹھ گئی اور تقلید کا دور شروع ہو گیا جو آج تک جاری ہے۔ آہستہ آہستہ اس میں تعصب اور سختی گھس آئے اور مختلف مسالک کے لوگ ایک دوسرے کو گمراہ تصور کرنے لگے اور اس کا واضح اظہار ہونے لگا۔ مختلف اوقات میں اہل بصیرت علماء کرام نے اس تاثر اور تعصب کی مخالفت کی اور اس کو ختم کرنے کی کوشش کی۔ ایسے ہی علماء کرام میں سے ایک بہت ہی معتبر نام حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کا ہے جنہوں نے مشہور مذاہبِ اربعہ کی حقانیت واضح کی اور ان مسالک کے اختیار میں تعصب کو ختم کرنے کی کسی حد تک کامیاب سعی و کوشش کی، جس سے مذاہب اربعہ میں تطبیق کی ایک صورت پیدا ہو گئی۔ ذیل میں شاہ ولی اللہ ؒ کے اسی کارنامے کا جائزہ لیا جاتا ہے۔

دورِ انحطاط میں علماء امت نے جب اجتہاد کی راہ ترک کر دی اور گزشتہ مذاہب اربعہ کی تقلید اس انداز سے کی کہ ایک دوسرے کو برا بھلا کہنا شروع کر دیا اور یہ اختلافات جب علماء سے عوام میں منتقل ہو گئے تو ظاہر ہے اس نے بہت تشویش ناک صورت حال اختیار کر لی اور لوگوں میں مذہبی تشدد اور تعصب پیدا ہو گیا۔ اس زمانہ میں حضرت شاہ ولی اللہ صاحب ؒ نے عملی اقدام کیا، چنانچہ آپ نے مذاہب اربعہ کے اختلاف کے بارے میں تحقیق کی اور ان میں تطبیق کرنے کی سعی اور جدوجہد کی۔ آپ ؒ نے اس سلسلہ میں ایک کتاب "الانصاف فی بیان سبب الاختلاف" لکھی اور اسی طرح "حجتہ اللہ البالغہ" میں بھی ایک مکمل باب اختلاف کے اسباب کے متعلق لکھا۔ آپ ؒ نے فرمایا :

> "ائمہ کا اختلاف صحابہ ؓ و تابعین کے اختلاف پر مبنی ہے کیونکہ ہر صحابی و تابعی ؒ نے نصوص کے علاوہ اجتہادی مسائل میں اپنی رائے بیان کی اور فقہاء نے دلائل کی بنا

پر کسی ایک صحابی یا تابعی کے عمل کو اختیار کیا۔ ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ذخیرۂ احادیث کی عدم دستیابی کی وجہ سے ایک نے رائے قائم کی، جب حدیث مل گئی تو دوسری رائے قائم کرلی"۔[۱]

شاہ صاحبؒ کے نزدیک مذاہب اربعہ برابر ہیں کیونکہ آپؒ حرمین شریفین میں حنفی اساتذہ کے علاوہ مالکی اور شافعی اساتذہ سے بھی مستفید ہوئے۔ آپ کو روحانی طور پر رسول اللہ ﷺ کی طرف سے تین باتوں کا حکم ہوا۔ ان میں سے ایک یہ تھی کہ مذاہب اربعہ اختیار کرو کیونکہ یہ چاروں حق پر ہیں چنانچہ "فیوض الحرمین" میں آپؒ نے لکھا ہے :

"وثانیھا الوصاۃ بالتقلید بھذا المذاھب الاربعۃ لا اخراج منھا"[۲]

اس لئے شاہ صاحب نے مذاہب اربعہ میں تطبیق کی پوری کوشش کی۔

المسویٰ اور المصفیٰ میں آپ نے مذاہب اربعہ کے علاوہ دیگر ائمہ کے اقوال بھی بیان کئے ہیں۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی خواہش یہ تھی کہ مذاہب اربعہ کے درمیان پائے جانے والے اختلافات کو ہمیشہ کے لئے ختم کردیا جائے۔ آپ نے فرمایا :

"کیونکہ حنفی مذہب کو قبول عام حاصل ہے اور ان کی تصانیف بھی بے شمار ہیں اور ان کے ماننے والوں کی تعداد بھی زیادہ ہے اس لئے جو بات اس وقت ملأِ اعلیٰ کے علوم سے موافقت رکھتی ہے وہ یہ ہے کہ ان دونوں مذہبوں یعنی حنفی و شافعی کو ملا کر ایک کر دیا جائے اور ان کی تمام باتوں کو قائم رکھا جائے جو ان میں اور حدیث کی دیگر کتب میں مشترک ہیں اور ان تمام باتوں کو رد کر دیا جائے جن کی کوئی حدیث نہ ہو اور جن کی کوئی اصل سرے سے فراہم ہی نہ ہو سکے۔"[۳]

یہ کوشش حضرت شاہ صاحبؒ کا ایسا کارنامہ ہے کہ جس پر پوری امت کا اجماع ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ پر بہت فضل فرمایا۔ آپؒ نے "فیوض الحرمین" میں لکھا ہے :

"مجھ پر یہ بات ظاہر ہوئی کہ میرے متعلق اللہ کی مراد یہ ہے کہ امتِ مرحومہ کے مختلف ٹکڑوں کو میرے ذریعے جمع کر دے۔ اس لئے فروعی مسائل میں قوم کی مخالفت سے باز نہ رہنا حق کے منافی ہے۔ اس کے بعد میرے سامنے ایک نمونہ یہ ظاہر ہوا کہ فقہ حنفی کے ساتھ سنت کی تطبیق کی صورت یہ ہے کہ ائمہ ثلاثہ کے

اقوال میں سے کسی ایک کا قول لیا جائے' ان کے عام حکموں کی تخصیص کی جائے اور ان کے مقاصد سے واقفیت بہم پہنچائی جائے۔ "[۴]

عصر حاضر میں جیسا کہ لوگوں کے اخلاق و کردار میں واضح تبدیلی آچکی ہے اور ان کے روزانہ کے معمول بھی بدل چکے ہیں اور علم اور حصول علم میں بھی اب زمانہ قدیم کے مقابلے میں واضح فرق پایا جاتا ہے اس لئے اکثریت اجتہاد کے قابل نہیں ہے اور وہ تقلید پر ہی انحصار کرتے ہیں۔ شاہ صاحبؒ "حجۃ اللہ البالغہ" میں فرماتے ہیں :

"تمام امت نے اور امت کے قابل اعتبار افراد نے ان مذاہب اربعہ جو کہ مدون ہو چکے ہیں ان کی تقلید کے جواز پر آج تک اجماع کیا ہے اور اس میں بہت سی مصلحتیں اور فوائد ہیں جو مخفی نہیں' بالخصوص موجودہ دور میں کم ہمتی اور سستی زیادہ ہے اور نفوس خواہش پرستی میں مستغرق ہیں اور ہر شخص اپنی اپنی رائے پر مغرور ہو رہا ہے"[۵]

اختیارِ مذاہب میں شاہ ولی اللہؒ کے دلائل

حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ کی خواہش اور پوری سعی اسی بات پر تھی کہ ان مذاہب اور مسالک میں تطبیق کی صورت پیدا ہو جائے۔ آپ نے تمام مذاہب کو یکساں قرار دیا۔ اور مذاہب اربعہ میں سے کسی ایک کو اختیار کرنے کی تلقین کی۔ آپ نے اپنی مشہور کتاب "عِقد الجید" میں ایک مکمل باب لکھا ہے جس میں مذاہب اربعہ کے اختیار میں دلائل دیئے ہیں۔ ان دلائل کا خلاصہ یہ ہے :

دلیل اول : شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ امت کا اس پر اجماع ہے کہ وہ شریعت کی معرفت میں سلف پر اعتماد کرے' اس لئے اس معاملے میں تابعینؒ نے صحابہ کرامؓ اور تبع تابعینؒ نے تابعینؒ پر اعتماد کیا اور ان کے بعد یہی طریقہ قائم رہا کہ ہر طبقہ کے علماء اپنے سے سابق علماء پر اعتماد کرتے رہے۔ یہ طریقہ عقلاً پسندیدہ ہے' اس لئے کہ شریعت کی معرفت یا تو نقل کے ذریعے ہو سکتی ہے یا استنباط کے ذریعے۔ نقل کی صحیح صورت اس کے سوا کچھ نہیں کہ ہر طبقہ اپنے ماقبل طبقہ سے متصل طور پر لے اور استنباط کے لئے ضروری ہے کہ متقدمین کے مذاہب معلوم ہوں تاکہ کسی موقع پر ان کے اقوال سے خروج کی بنا پر فرقِ

اجماع لازم نہ آئے تاکہ اپنے قول کو انہی کے قول پر بنا کرے اور اس معاملے میں ان کے اقوال سے اعانت حاصل کرسکے۔[۵]

دلیل دوم : دوسری دلیل بیان کرتے ہوئے شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"اتبعوا السواد الاعظم" یعنی "سواد اعظم کی پیروی کرو۔"

چونکہ ان مذاہب اربعہ کے سوا تمام حق مذاہب فنا ہو چکے ہیں اس لئے انکا اتباع سواد اعظم کا اتباع ہو گا۔ اور ان سے خروج سواد اعظم سے خروج ہو گا۔[۶]

چنانچہ ضروری ہے کہ انہیں میں سے کسی مذہب کو اختیار کیا جائے۔

دلیل سوم : شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ یہ زمانہ چونکہ عہد رسالت سے دُور ہے اور اس لئے امانتیں ضائع ہونے لگی ہیں تو یہ جائز نہیں کہ ظالم قاضیوں یا ان مفتیوں کے اقوال پر اعتماد کیا جائے جو اپنی خواہشات نفس کے غلام ہیں تاوقتیکہ وہ اپنی بات کو دلائل سلف میں سے کسی ایسے شخص کی طرف منسوب نہ کرے جو صدق و امانت و دیانت میں مشہور ہو چکا ہو اور اس کا قول محفوظ ہو' اور نہ اس شخص کے قول پہ اعتماد جائز ہے جس کے متعلق ہمیں معلوم ہو کہ وہ اجتہاد کی شرائط کا جامع نہیں۔[۸]

شاہ صاحبؒ کے ان خیالات و نظریات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مذاہب اربعہ کو اختیار کیا جائے' مگر جب کوئی صحیح حدیث مستند حوالے سے مل جائے تو اس کو اختیار کیا جائے گا اور اس طرح آپ نے ان مذاہب کا اختلاف مٹانے کی کوشش کی اور چاہا کہ ان میں تطبیق پیدا کی جائے۔ مثلاً موطا کی شرح کرتے ہوئے آپؒ نے رفع الیدین' قراءت خلف الامام' آمین بالجہر اور ابل سائم کی زکوٰۃ کا مسئلہ وغیرہ میں تطبیق دینے کی کوشش کی۔ اگر آپؒ کے نظریات کو فروغ دیا جائے تو بہت سے مسلکی اختلافات و تعصبات کا خاتمہ آج بھی ممکن ہے۔

حوالہ جات

۱۔ ولی اللہ شاہ' حجۃ اللہ البالغہ' (مترجم محمد منظور) شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور' ج ۱' ص ۳۴۳ تا ۳۵۵

۲۔ ولی اللہ شاہ 'فیوض الحرمین' (مترجم عابد الرحمٰن کاندھلوی) قرآن محل کراچی 'ص ۶۴

۳۔ ولی اللہ شاہ 'تفہیمات الٰہیہ' مدینہ برقی پریس 'بجنور ۱۹۳۶ء 'ج ا 'ص ۲۱۱

۴۔ ولی اللہ شاہ 'فیوض الحرمین' حوالہ مذکور 'ص ۵۰

۵۔ ولی اللہ شاہ 'حجۃ اللہ البالغہ' حوالہ مذکور 'ج ا 'ص ۱۵۴

۶۔ ولی اللہ شاہ 'عقید الجید فی احکام الاجتہاد والتقلید' (مترجم ساجد الرحمٰن صدیقی) قرآن محل ' کراچی 'ص ۵۲

۷۔ ایضاً۔ ص ۵۶

۸۔ ایضاً۔ ص ۵۷

کون مسلمان ہے جسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبّت کا دعویٰ نہ ہو!
لیکن آپؐ اور آپؐ کے لائے ہوئے دین سے سچی محبت کے تقاضے کیا ہیں،
ہم میں اکثر لوگ اس سے بے خبر ہیں!

اس موضوع پر ڈاکٹر اسرار احمد کی نہایت جامع تالیف

حُبِّ رسُولؐ اور اُس کے تقاضے

خود بھی مطالعہ کیجئے اور دوسروں تک بھی پہنچائیے!

صفحات ۳۲ • قیمت/۳ روپے

شائع کردہ

مکتبہ مرکزی انجمن خدّام القرآن، ۳۶۔کے ماڈل ٹاؤن، لاہور